بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

یوم جمعہ

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۲۴ وفا ۱۳۴۳ھش ۱۳ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ ۲۴ جولائی ۱۹۶۴ء	نمبر ۱۷۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ —

ربوہ ۲۳ جولائی بوقت ۸ بجے صبح

پرسوں دوپہر کے وقت حضور کو بے چینی کی تکلیف ہو گئی۔ کل دن بھر خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی رہی۔ رات نیند آ گئی اس وقت بھی طبیعت ٹھیک ہے

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عطا فرمائے آمین اللّٰھم آمین

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرب الٰہی میں انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کوئی بھی اس میں آپ کا شریک نہیں

اسی لئے استعارہ کے طور پر آپ کا کلام خدا کا کلام آپ کا فعل خدا کا فعل اور آپ کا ظہور خدا کا ظہور قرار پایا

ربوہ کے جلسہ سیرۃ النبیؐ میں آنحضورؐ کے رفیع الشان مقام اور عدیم النظیر احسانات پر علماء سلسلہ کی تقاریر

ربوہ — مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ کو کل انجمن احمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام مسجد مبارک میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی زیر صدارت وسیع پیمانے پر ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُر معارف تحریرات کی روشنی میں سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے انتہائی ارفع و اعلیٰ اور فہم و ادراک سے بالا مقام پر روشنی ڈالنے کے علاوہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت مقدسہ کے مختلف پہلوؤں کو بڑے ہی دلنشین انداز میں بیان کیا۔ اور اس طرح حضور کے اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بنانے اور دنیا میں اسلام کی سربلندی کی خاطر محبت و عشق اور جاں نثاری و فدا کاری کا نمونہ پیش کرنے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی پُر زور تلقین فرمائی۔

مورخہ ۲۲ جولائی کو صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید کے دفاتر اور جملہ ادارہ جات میں عام تعطیل تھی۔ چنانچہ دفاتر کے کارکنان اور دیگر اہل ربوہ عشق رسولؐ کے جذبہ سے سرشار ہو کر بہت کثیر تعداد میں جلسہ میں شریک ہوئے اور انہوں نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حیات مقدسہ کے اذکار مقدس سے مستفیض ہونے کی سعادت حاصل کی۔ نہ صرف مسجد مبارک کا مسقف حصہ بلکہ صحن کا وہ حصہ بھی جس پر شامیانے لگے ہوئے تھے سامعین سے پُر تھا۔ جلسہ میں پردہ کا انتظام تھا چنانچہ مستورات بھی خاصی تعداد میں شریک ہوئیں۔

جلسہ کا آغاز صبح ۷½ بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو مکرم حافظ شفیق احمد صاحب نے کی۔ بعدہ عزیز صالح محمد نے درثمین میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے جو اشعار پڑھ کر سنائے ان میں سے پہلا شعر یہ تھا:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر پانچ ٹھوس اور پُر مغز تقاریر کے علاوہ مزید چار نعتیں پڑھی گئیں۔

مکرم پروفیسر بشارت الرحمن صاحب ایم۔اے نے قیام امن کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پیش کر کے اس ضمن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر روشنی ڈالی۔ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد ابن محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عدیم النظیر قربانیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ثابت کیا کہ چونکہ حضورؐ کی قربانیاں انتہائی اوج کمال کو پہنچنے کے باعث ہر لحاظ سے عدیم النظیر قربانیاں تھیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود آپ کو دنیا میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین۔

مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پُر معارف تحریرات پڑھ کر سنائیں۔ جن میں آپ نے اپنے آقا و مطاع سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے انتہائی ارفع و اعلیٰ اور فہم و ادراک سے بالا مقام پر نہایت مسحور کن انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ ان تحریرات میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرمایا ہے کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرب الٰہی میں انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ حضورؐ کا یہ مقام مظہر اتم الوہیت کا مقام ہے اور مقام وحدت تامہ اور آئینہ خدا نما بھی کہلاتا ہے اس مقام میں حضور کا کوئی بھی شریک نہیں۔

(باقی ص ۸ پر)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی شفایابی کیلئے صدقہ کی تحریک

— حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ —

گذشتہ سال انصار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفایابی کے لئے مسلسل چالیس دن تک صدقہ جاری رکھنے کی تحریک میں خدا کے فضل سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت بدستور کمزور چلی آ رہی ہے۔ اس لئے میں پھر انصار سے پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی کی پُر سوز دعاؤں کے ساتھ ایک بار پھر چالیس روز تک صدقہ جاری رکھنے کی اس تحریک میں حصہ لیں۔ تا اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے اور ہم عاجزوں پر رحم فرماتے ہوئے وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو جلد کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین

صدقہ کی رقوم دفتر انصار اللہ مرکزیہ ربوہ میں بھجوا دی جائیں۔

خاکسار:- مرزا ناصر احمد
صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ۲۱ جولائی ۱۹۶۴ء

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۴ جولائی ۶۲ء

ایسی ذہنیت ملک و قوم کے لئے بہت خطرناک ہے

کوثر نیازی نے اپنے ہفت روزہ شہاب ۷/۲۴ ۱۹۶۲ میں "اظہار و رمزی" کا موشانہ پردہ چہرے پر ڈال کر "کچھ غم دوراں" کے مستقل کالم میں "باؤنڈری کمیشن کے سامنے قادیانیوں کا عمل" "جاننے والے اس کے مضمرات پر روشنی ڈالیں" "ایک دل آزار کتاب کی ضبطی" کی سرگونہ سرخیوں کے تحت اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے جن کو پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے کہ ان مولوی صاحبان کو کیا ہو گیا ہے آیا ان کی سمجھ ہی اتنی ہے یا یہ دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں تاکہ دوسروں کو فریب دیا جائے۔

جہاں تک باؤنڈری کمیشن کے سامنے احمدیوں کے علیحدہ محضر نامے کا تعلق ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان اور شیخ بشیر احمد نے اس کی نہایت صاف صاف لفظوں میں وضاحت کر دی ہے۔ مگر یہ مولوی صاحب ان وضاحتوں کو بالکل ہضم کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کا اپنا ذہنی معدہ تو ایسی باتیں شاید ہضم کر سکتا ہے مگر باقی انسانوں کو ایسا قوی معدہ میسر نہیں ہے۔ یہ نعمت احراریوں اور مودودیوں کو ہی ارزانی ہوئی ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خاں اور شیخ بشیر احمد نے اپنے خطوط میں جو باتیں لکھی ہیں ان کے متعلقہ حصے یہاں پھر نقل کر دئے جاتے ہیں:-

۱۔ "میں از اوّل تا آخر یہی سمجھتا رہا ہوں کہ احمدیوں نے علیحدہ محضر مسلم لیگ کی درخواست اور اس کے مشورہ کے ساتھ پیش کیا تھا انہوں نے مسلم لیگ کے کیس کی پوری پوری تائید کی تھی اور اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی تھی کہ اس وقت غیر مسلموں کی طرف سے یہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا تھا کہ چونکہ بعض مسلمان احمدیوں کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے اس لئے مسلمان اس دعوے میں سچے نہیں ہیں کہ ضلع گورداسپور میں وہ اکثریت میں ہیں کیونکہ اس صورت میں کہ احمدیوں کو مسلمانوں میں شمار نہ کیا جائے ضلع میں مسلمان اکثریت میں نہیں رہتے۔"

(چوہدری ظفر اللہ خاں)

۲۔ "حکومت برطانیہ نے باؤنڈری کمیشن کے روبرو پیش ہونے کے لئے صرف تین فریق تسلیم کئے تھے۔ یعنی کانگریس، مسلم لیگ اور سکھ۔ احمدیوں کا ان میں کوئی ذکر نہ تھا سکھوں کی طرف سے پیش کردہ میمورنڈم میں یہ استدلال پیش کیا گیا تھا کہ چونکہ گورو گوبند سنگھ کی جائے پیدائش (گوبندپور) گورداسپور میں واقع ہے اس لئے اس خاص امر کا لحاظ رکھنے سے مسلمانوں کی ۵۱ فیصد کی اکثریت کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے مسٹر ریڈ کلف کے دائرہ کار میں یہ بات شامل تھی کہ وہ مسلم اکثریت کے علاقوں کو غیر مسلموں کے علاقوں سے الگ کر کے ان کی حد بندی کر دیں اس کام کی انجام دہی میں انہیں یہ بھی ہدایت کی گئی تھی کہ وہ "دیگر عوامل" کو بھی ملحوظ رکھیں سکھوں کی طرف سے یہ دلیل اسی بنیاد پر ہی پیش کی گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ صورت حال کا یہ ایک پہلو ہی اپنی ذات میں اتنا اہم ہے کہ محض اس بناء پر ہی ضلع گورداسپور کو پاکستان کی بجائے انڈین یونین میں شامل کرنا ضروری ہے۔ اس دعوے کو بے اثر کرنے کی غرض سے اس کے بالمقابل ایک اور دعوے پیش کرنے کے لئے مسلم لیگ نے یہ فیصلہ کیا کہ جماعتِ احمدیہ کو علیحدہ ایک محضر پیش کرنا چاہئیے اور اس بات پر بھی آمادگی ظاہر کی کہ وہ اپنے حصہ کے مقررہ وقت میں سے ۴۵ منٹ فارغ کر دے گی تاکہ میں باؤنڈری کمیشن سے خطاب کر سکوں۔ . . . باؤنڈری کمیشن کے سامنے کیس پیش کیا تو جسٹس تیجا سنگھ نے مجھ سے ایک سوال پوچھا جس کا میں نے جواب دیا یہ امر مفید ہوگا کہ میں وہ سوال اور اس کا جواب یہاں دہرا دوں۔

مسٹر جسٹس تیجا سنگھ:- مسٹر بشیر احمد دیگر مسلمانوں کے تعلق میں آپ کی جماعت کی کیا پوزیشن ہے؟

شیخ بشیر احمد:- مائی لارڈز! ہم اوّل بھی مسلمان ہیں اور آخر بھی مسلمان ہیں اور ہم اسلام ہی کا ایک حصہ ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ سوال اس غرض سے کیا گیا تھا کہ مجھ سے جواباً ایسی بات کہلوائی جائے جو مسلم لیگ کے مفاد کے خلاف ہو اور جس میں باہمی اختلافات پر زور دیا گیا ہو۔ اس سے انہیں یہ دلیل ہاتھ آجاتی کہ اگر مذہبی جذبات کی روشنی میں بھی جائزہ لیا جائے تو گورداسپور میں آبادی کی اکثریت مسلم لیگ کے حق میں نہیں ہے کیونکہ احمدی گورداسپور میں بہت معقول تعداد میں تھے۔" (شیخ بشیر احمد)

اب ذرا کوثر نیازی کی منطق بھی ملاحظہ ہو:-

"ضمنی طور پر یہ دلچسپ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ مسلم لیگ نے اس "سکھوں والی" دلیل کو کیوں اہمیت دی کہ گورداسپور گورو گوبند سنگھ کی جائے پیدائش ہے۔ اس لئے اسے بھارت کا حصہ بننا چاہیئے تقسیم کا طے شدہ اصول تھا کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہو اور یہ اکثریت پاکستان میں شامل ہونا چاہتی ہو ان صوبوں کو پاکستان میں اور بقیہ صوبوں کو بھارت میں شامل کر دیا جائے۔ تقسیم کے کسی مرحلے پر کسی مذہب یا مذہبی فرقے کے بزرگ کی جائے پیدائش یا جائے تدفین کو تقسیم کی بنیاد قرار نہیں دیا گیا جسٹس تیجا سنگھ نے دلیل کے اسی بودے پن کی نشاندہی کی اور شیخ بشیر احمد نے فوراً اس دلیل کو چھوڑ کر دوسری دلیل اختیار کر لی کہ قادیان "تبلیغ اسلام" کا متحرک اور منظم مرکز ہے اس لئے گورداسپور کو پاکستان میں شامل ہونا چاہئیے۔ کمشن نے اس دلیل کو بھی قبول نہیں کیا اور گورداسپور بھارت کا حصہ بن گیا۔ کیا بشیر احمد کے بیان کے پیش نظر یہ سمجھا جائے کہ گورداسپور مسلمانوں کا اکثریتی ضلع نہ تھا جس کی وجہ سے مسلم لیگ کو طے شدہ اصول کے علاوہ سکھوں کے جواب میں "سکھاشاہی" دلائل دینے پڑے اور محض "چک مہارابانہ سنگھ" والی منطق پر عمل کر کے گورداسپور کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی پڑی لیکن مردم شماری کی فہرست میں مسلمانوں والے نام ہندو اور سکھوں والے ناموں سے زیادہ تھے اور آخر وقت گورداسپور کے مسلمان اس اعتماد کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں مطمئن بیٹھے رہے کہ ان کا علاقہ ان ناموں کی اکثریت کی بناء پر پاکستان ہی کا حصہ بنے گا۔ شاید یہ حقیقت سہوِ نظر کا شکار ہو گئی کہ گورداسپور میں قادیان بھی ہے کسی کو اس وقت یہ معلوم نہ ہو سکا کہ مسلم لیگ یہ مشورہ دینے پر مجبور ہو رہی ہے کہ قادیانی جماعت اپنا علیحدہ مقدمہ باؤنڈری کمیشن کے سامنے پیش کرے۔ اس مقدمے کے لئے ایسے دلائل پیش کرے جو تقسیم کے بنیادی اصولوں کے مطابق نہیں ہیں اور جن پر جسٹس تیجا سنگھ بھرپور وار کر کے اس جماعت کے وکیل کو ایسے دلائل دینے پر مجبور کر سکتے ہیں جن کو مسلمانوں کی دوسری آبادی کسی طرح صحیح تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔"

(شہاب ۷/۲۴ ۱۹۶۲)

معلوم ہوتا ہے کوثر نیازی "دیگر عوامل" "other factors" کے بات تو معنی ہی نہیں سمجھتے اور یا پھر تجاہل عارفانہ کر رہے ہیں۔ بندہ خدا! پہلے سکھوں نے other factors یعنی "دیگر عوامل" کی شہ پر ہی یہ موقف لیا تھا کہ گورداسپور چونکہ گورو گوبند کی جائے پیدائش ہے اس لئے یہ مقام ادھر جانا چاہیئے جدھر سکھ جا رہے ہیں یعنی بھارت۔ "دیگر عوامل" کا مطلب ہی یہ تھا کہ آبادی کی اکثریت کا لحاظ نہ رکھا جائے بلکہ اس کے علاوہ اگر کوئی ایسی بات ہو جو اکثریت کے باوجود کسی خاص مملکت میں کسی علاقہ کو شامل کرنے کے لئے کافی ہو تو اس کو ترجیح دی جائے۔ مولوی صاحب "دیگر عوامل" کے یہ معنی ہیں۔ اگر آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی اور آپ کو صرف سکھاشاہی معلوم ہوتی ہے تو آپ کا خدا حافظ۔

پھر کوثر نیازی اس پریس کانفرنس کو بھی نظر انداز کر گیا ہے جو اعلان تقسیم کے دوسرے دن ہی لارڈ مونٹ بیٹن نے منعقد کی تھی جس میں اس نے دیگر عوامل کی تشریح کرتے ہوئے خاص طور پر نام لے کر ضلع گورداسپور کا ذکر کیا تھا کہ جن علاقوں میں تھوڑی سی اکثریت کسی قوم کی ہو گی اس کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے مثلاً ضلع گورداسپور۔ یہ ہے حقیقی راز جس کو آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں اور جس کو مسٹر منیر نے نہایت واشگاف الفاظ میں اپنے مضمون میں واضح کر دیا ہے۔ لیکن کوثر نیازی "قادیانیوں" کے خلاف تعصب کی وجہ سے اتنا بے قدر ہو چکا ہے کہ اس کو دن دہاڑے کچھ نظر نہیں آ رہا پھر اصل راز جو لوچھا ہے تو راز یہ ہے کہ احرار نے بظاہر اور مودودیئے پردے میں کانگریس کی حمایت کر رہے تھے وہ چاہتے تھے کہ کانگریس کے زیر عمل پنجاب کا زیادہ سے زیادہ حصہ چلا جائے۔ اور اس کا ثبوت خود مودودی صاحب کی تصانیف سے مہیا کیا جا سکتا ہے کہ وہ درپردہ کانگریس کے مؤید تھے۔ چنانچہ جب تک پاکستان کی کوئی معین صورت نہیں بنی تھی مودودی صاحب تقسیم کو کبھی جائز نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ انہوں نے سیاسی کشمکش حصہ دوم میں ظاہر کیا ہے جس کو اب بڑی شدومد سے پاکستان کی محبت کے ثبوت میں پیش کیا جا رہا ہے لیکن آپ نے مذہبی لبادہ پہن کر سیاسی کشمکش کے حصہ ۳ میں یہاں تک کہہ دیا کہ

"ایک حقیقی مسلمان ہونے کی حیثیت سے جب میں دنیا پر نگاہ ڈالتا ہوں تو مجھے اس امر پر اظہار مسرت کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ترکی پر ترک، ایران پر ایرانی اور افغانستان پر افغان حکمران ہیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں حکم النا س علی الناس

(باقی صفحہ ۴ پر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودہ سوانح عمریوں میں

"سیرۃ خاتم النبیین" کی اہمیت

محترم جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی

حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت کا مطالعہ شروع ہی سے میرا نہایت دل پسند مشغلہ رہا ہے۔ اور میں نے ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف سوانح عمریاں جمع اور مہیا کرنے میں خاص کوشش کی ہے۔ ۱۹۴۷ء کی قیامت خیز آندھی میں اس قسم کی تمام سوانح عمریاں۔ اپنی ساری لائبریری سینکڑوں مسودات اور ہزاروں اخبارات و رسائل کے فائل کھو چکنے کے بعد بھی میرا یہ شوق کم نہ ہوا۔ اور پاکستان پہونچکر بھی میں نے اپنے مقدس آقا کی سوانح عمریاں بہت سی جمع کی ہیں اور برابر کر رہا ہوں۔ میں نے ان تمام مشہور اور معروف سوانح عمریوں کا مطالعہ کیا ہے۔ جو میرے پیارے آقا کے حالات میں ملک کے نامور ادیبوں۔ بلند انشاپردازوں اور اعلیٰ پایہ کے مورخوں نے لکھی ہیں۔ خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ یا اہلحدیث ہوں یا اہل قرآن مالکی ہوں یا شافعی۔ دیوبندی ہوں یا بریلوی نیچری ہوں یا ندوی۔ مگر میں نہایت ایمانداری اور سچائی کے ساتھ یہ لکھتا ہوں۔ کہ میں نے آج تک حضرت نبی اکرم محمد مصطفٰے افضل الرسل، خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی بھی سوانح عمری حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی تالیف لطیف سیرۃ خاتم النبیین سے بہتر اور اعلیٰ نہیں دیکھی۔ میرے اس بیان میں نہ ذرہ برابر مبالغہ ہے نہ تصنع۔ تمام سوانح عمریاں آپ کے سامنے ہیں اور عام طور پر بازار میں ملتی ہیں یا لائبریریوں میں موجود ہیں۔ سامنے رکھ کر دیکھ لیا جائے۔ میرے دعوے کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائیگی۔

کوئی بتلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

دوسرے علماء کرام اور عاشقان رسول اکرم کی لکھی ہوئی سوانح عمریوں میں نقائص نکالنا میں پسند نہیں کرتا۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ جس طرح تمام انبیائے کرام علیہم السلام میں میرے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ اور مرتبہ اعلیٰ اور ارفع ہے۔ بالکل ٹھیک اسی طرح حضور علیہ السلام کی تمام موجودہ سوانح عمریوں میں سیرۃ خاتم النبیین کا درجہ اور مرتبہ سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی بھی سوانح عمری "سیرۃ خاتم النبیین" کے درجہ کو نہیں پہونچی۔ کاش حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کو اس کے پورا کرنے کا موقعہ ملتا۔ تو یہ کتاب ایک لاثانی صحیفہ ہوتی۔ مگر لاریب موجودہ حالت میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام سوانح عمریوں سے بمراتب ارفع و اعلیٰ ہے۔

اس نہایت اہم بالشان کتاب کی حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ صرف تین جلدیں شائع کر سکے۔ اگر دوسرے نہایت ضروری اور اہم دینی اور جماعتی کاموں اور ذمہ داریوں سے ان کو فرصت ملتی۔ مختلف اور مسلسل امراض سے ان کو سابقہ نہ پڑتا۔ اپنے نہایت ہی مقدس بھائی اور اپنی محترمہ رفیقۂ حیات کی علالت کی پریشانیاں نہ ہوتیں۔ اور پھر سب سے بڑھکر اپنے غیر متوقع طور پر ان کی وفات نہ ہو جاتی۔ تو یقین تھا کہ وہ اس تالیف کی تکمیل کر جاتے۔ جس کا پورا کرنے کا انہوں نے بارہا ارادہ کیا۔ اب جماعت کے مقتدر علماء کا فرض ہے کہ وہ اس نامکمل کام کو جلد سے جلد مکمل کر دیں۔ تاکہ جس طرح ہمارا انگریزی قرآن شریف مع تفسیر محترم ملک غلام فرید صاحب کی دن رات کی کوشش بلیغ اور سعی مسلسل کے بعد زیور طبع سے آراستہ ہو گیا ہے۔ اسی طرح صاحب قرآن کی سیرت پاک بھی احمدی جماعت کی طرف سے مکمل طور پر شائع ہو جائے۔ اور ہم یہ کہنے کے قابل ہوں کہ نہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں سے آج تک کوئی شخص یا کوئی جماعت۔ ایسا مکمل ترجمہ قرآن اور تفسیر شائع کر سکی۔ اور نہ عشق رسول کا دعوے کرنے والے کروڑوں مسلمانوں میں سے کوئی ایسا نکلا جو دنیا کے سامنے اولین اور آخرین کے سردار حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی لاجواب۔ اور بے نظیر سوانح عمری پیش کرتا جیسی سیرۃ خاتم النبیین ہے۔ اے خدا تو ہمارے علمائے کرام کے دلوں میں الہام فرما۔ تا وہ سب کچھ چھوڑ کر اس تصنیف لطیف کی تکمیل میں مصروف ہو جائیں۔ اور اس وقت قلم ہاتھ سے رکھیں جب کام بہمہ وجوہ مکمل ہو جائے۔

میں اس بے عدیل اور بے نظیر سوانح عمری کے محاسن و فضائل بہت ہی مختصر طور پر یہاں بیان کروں گا۔ تا ناظرین کرام کو اس کی اہمیت اور افادیت کا تھوڑا سا اندازہ ہو جائے۔

خصوصیات سیرت خاتم النبیین

(۱) کتاب میں سلاست اور روانی ایسی غضب کی پائی جاتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی دوسری سوانح عمری میں نہیں دیکھی گئی۔

(۲) تمام کتاب اول سے آخر تک نہایت دلچسپ طرز بیان کے ساتھ لکھی گئی ہے میں جب بھی اس کتاب کو کسی خاص مضمون یا واقعہ کے لئے کھولتا ہوں تو صفحے کے صفحے پڑھتا چلا جاتا ہوں۔ اور دل نہیں بھرتا

(۳) کتاب کے تمام ابواب اور ابواب کے تمام بیانات حیرت انگیز طور پر نہایت آسان عبارت میں قلم بند کئے گئے ہیں۔ اس میں نہ کہیں مولانا محمد حسین آزاد کی ادیبانہ شان ہے۔ نہ کہیں مولانا ابوالکلام آزاد جیسی شوکت الفاظ۔ مگر جو چیز ان دونوں قادر الکلام انشاءپردازوں کی تحریروں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ سیرت خاتم النبیین میں پورے طور پر جلوہ فرما ہے۔ اور وہ ہے اثر اور جذب۔ جو بات بھی حضرت میاں صاحبؓ بیان فرماتے ہیں۔ وہ دل میں پیوست ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس کی اس خوبی کے باعث بعض مرتبہ کتاب کو بے اختیار چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔

(۴) کتاب کے ایک ایک فقرہ سے عشق رسول ٹپکا پڑتا ہے۔ کوئی سا صفحہ کھول کر دیکھئے آپ کو ہر جگہ حضور رحمۃ للعالمین کی محبت کے بے پایاں جلوے نظر آئیں گے۔

(۵) قاموس الکتب شائع کردہ انجمن ترقی اردو کراچی مرتبہ مفتی انتظام اللہ شہابی کے صفحہ ۶۹۷ پر لکھا ہے کہ "سیرۃ خاتم النبیین میں صحابہ کے اسمائے گرامی لکھتے ہوئے احترام ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ جو سوئے ادب ہے" یہ اعتراض بلکہ اتہام نہایت غلط بے بنیاد اور سرتاپا متعصبانہ ہے۔ اور یہ حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ پر سفید جھوٹ بولا گیا ہے۔ جس کا کوئی ثبوت مصنف کے پاس ہرگز نہیں۔ حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کتاب میں ہر جگہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی نہایت ادب و احترام سے لئے ہیں۔ اور کہیں بھی قاری کو کوئی ایسا شبہ نہیں گزرتا۔ جس کا اظہار قاموس الکتب میں کیا گیا ہے۔

(۶) کتاب میں تمام واقعات نہایت مستند اور معتبر اور مشہور ذرائع سے لئے گئے ہیں۔ ساری کتاب میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں لکھا گیا۔ جو کمزور ہو۔ اور اس کے ماخذ قوی اور مضبوط نہ ہوں۔

(۷) کتاب میں اصل ماخذوں کے حوالوں کا خاص طور پر التزام رکھا گیا ہے۔ اور جو حوالہ لکھا گیا ہے۔ اس کی خوب اچھی طرح پڑتال کر لی گئی ہے کہ صحیح اور درست ہے۔ عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ اصل ماخذوں کو چھوڑ کر نقل در نقل حوالوں پر اکتفا کی جاتی ہے۔ یا پھر جو حوالہ کہیں نظر پڑ جاتا ہے۔ اسے بغیر تحقیق کے اور بغیر اصل سے مطابق کئے درج کر دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح سینکڑوں غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ مگر حضرت میاں صاحبؓ کا یہ طریق نہیں تھا۔ وہ اصل عربی کتب مہیا کر کے نہایت احتیاط کے ساتھ اس کے حوالے نقل فرماتے تھے۔ اور یہی بہترین طریقہ کسی تصنیف کو مدلل طور پر پیش کرنے کا ہے۔

(۸) کتاب میں جہاں جہاں تفصیل کی ضرورت ہوتی ہے وہاں حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ نے واقعہ کو مفصل بیان کیا ہے۔ اور جہاں جہاں اختصار کی ضرورت تھی۔ وہاں مناسب طور پر واقعہ کو مختصر بیان کیا ہے۔ یعنی نہ بلا ضرورت تفصیل سے کام لیا ہے جس سے طبیعت اکتا جائے۔ اور نہ بلا ضرورت واقعہ کو اتنا مختصر کیا ہے کہ تشنہ رہ جائے۔

(۹) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے جس واقعہ پر کوئی اعتراض پڑتا تھا۔ یا کوئی شبہ پیدا ہوتا تھا۔ وہاں اسے

نہایت دل نشین پیرائے میں واقعہ کو سمجھایا ہے اس طرح کہ قاری کے دل میں کوئی شک اور شبہ باقی نہیں رہتا۔

۱۰۔ الزامی جواب دینے سے حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کتاب میں حتی الامکان پرہیز کیا ہے بلکہ ہر واقعہ کو پہلے تحقیق کی کسوٹی پر کسا ہے پھر اسے پیش کیا ہے زبردستی یا اعتقاداً کسی بات کو ہرگز نہیں منوایا بے شک کہیں کہیں آپ نے الزامی جواب بھی دیئے ہیں مگر تحقیقی جواب کے بعد

۱۱۔ یورپین مورخین اور غیر مسلم مصنفین نے پاکوں کے سردار صلعم پر جو جو الزام اور اتہام لگائے ہیں حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ نے نہایت التزام کے ساتھ ان سب کے نہایت تسلی بخش جواب دیئے ہیں اور وہ جواب من اولہ الی آخرہ ایسے ہیں جو میخ فولاد کی طرح دل میں گڑ جانے والے ہیں اور انہیں پڑھ کر انسان پورے طور پر مطمئن ہو جاتا ہے اور اسے حضور علیہ السلام کی سیرت پاک کا ہر پہلو آفتاب کی طرح روشن صاف اور بے عیب نظر آنے لگتا ہے

۱۲۔ جہاں سیرہ نبوی کے بعض بیانات اور واقعات کے متعلق مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے وہاں حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کا محاکمہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے ایسی خوبصورتی کے ساتھ آپ نے ایسے تمام مقامات پر اختلاف کو دور کیا ہے اور اپنی تحقیق کے نتائج بیان کئے ہیں کہ آدمی ان کو پڑھتے ہوئے عش عش کر اٹھتا ہے، اور اسے پوری طرح اندازہ ہو جاتا ہے کہ فاضل مؤلف نے سیرۃ نبوی کا کیسی گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور ہر واقعہ سے جو اہم نتائج اخذ کئے ہیں وہ اپنی نوعیت میں کیسے بے نظیر ہیں۔

۱۳۔ حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ نے اس کتاب میں جگہ جگہ حسب موقع بہت سے مبسوط مضامین بھی تحریر فرمائے ہیں۔ جو مسئلہ زیر بحث کے متعلق حرف آخر کی حیثیت رکھتے ہیں مثلاً تعدد ازدواج۔ جہاد۔ غلامی۔ کیا اسلام کی اشاعت تلوار کے ذریعہ ہوئی۔؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر شادی کے وقت بعض ائمۃ الکفر کے قتل کے حقیقی اسباب وجوہ وغیرہ وغیرہ۔

۱۴۔ کتاب کی تینوں جلدوں میں کتابت و طباعت اور کاغذ کی عمدگی و نفاست کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے تاکہ باطنی خوبیوں کے ساتھ ظاہری خوبصورتی بھی قائم رہے اور لوگ اسے شوق سے پڑھیں۔

۱۵۔ کتاب میں صحت الفاظ اور اسماء کے صحیح تلفظ کا نہایت سختی سے اہتمام کیا گیا ہے حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاعدہ تھا کہ وہ اپنی ہر تصنیف کو کتابت کی اغلاط سے پاک رکھنا چاہتے تھے اور ناشر کو اس کے متعلق خاص طور پر تاکید کرتے رہتے تھے۔

یہ ہیں اس بے نظیر کتاب کی بعض اہم خصوصیات!

اِعلان

احباب کی آگاہی کے لئے نظارت اصلاح و ارشاد کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ راولپنڈی میں قرآن کریم باترجمہ پڑھانے کے لئے دو نائٹ کلاسز کا اجراء کر دیا گیا ہے ایک کلاس مسجد نور میں بعد نماز مغرب ہوتی ہے جس میں مکرم مولوی محمد شفیع صاحب اشرف مربی سلسلہ احمدیہ پڑھاتے ہیں۔ دوسری کلاس حلقہ اردو منزل کے مرکز نماز میں جاری ہے جس میں مکرم مولوی راجہ خورشید احمد صاحب منیر پڑھاتے ہیں۔

اس لئے مسجد نور کی کلاس کے لئے حلقہ جات مسجد احمد کمرشل کالج۔ سید پوری گیٹ، اصغر مال سٹلائٹ ٹاؤن اور چک لالہ اور اسی طرح حلقہ اردو منزل کی کلاس کے لئے حلقہ جات ریلوے لائن۔ پریڈ گراؤنڈ ماہرو اور اردو منزل کے احباب جماعت سے عموماً اور خدام سے خصوصاً درخواست ہے کہ وہ ہر دو کلاسز میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت فرما کر استفادہ کریں

(عبدالوحید احمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی)

احباب ہوشیار رہیں

ایک شخص مسمی عبدالمجید جس کا حلیہ درج ذیل ہے مختلف جماعتوں میں گھوم کر احباب سے روپیہ بٹورتا ہے اس کے ہمراہ جوان عورت اور تین بچیاں ہیں آج کل وہ ضلع گوجرانوالہ میں چکر لگا رہا ہے احباب اس سے محتاط رہیں۔

عبدالمجید ولد اللہ دتہ قوم راجپوت جہلم کے علاقے کی زبان بولتا ہے قد چھ فٹ عمر تقریباً ۶۵ یا ۷۰ سال۔ جسم دبلا پتلا۔ لمبی داڑھی۔ شلوار۔ قمیض اور پگڑی میں ملبوس رہتا تھا کبھی جہلم۔ کبھی پنڈی بھٹیاں۔ کبھی لاہور بتاتا ہے۔ (ناظر امور عامہ)

لیڈر

(بقیہ صفحہ ۲)

للناس کے نظریہ کا قائل نہیں ہوں کہ مجھے اس پر مسرت ہو۔ میں اس کے برعکس حکم اللہ علی الناس بالحق کا نظریہ رکھتا ہوں۔ اور اس اعتبار سے میرے نزدیک انگلستان پر انگریزوں کی حاکمیت اور فرانس پر اہل فرانس کی حاکمیت جس قدر غلط ہے۔ اسی قدر ٹرکی اور دوسرے ملکوں پر ان کے اپنے باشندوں کی حاکمیت بھی غلط ہے بلکہ اس سے زیادہ غلط، اس لئے کہ جو قومیں اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں ان کا خدا کی حاکمیت کے بجائے انسانوں کی حاکمیت اختیار کرنا اور بھی زیادہ افسوسناک ہے۔ غیر مسلم اگر ضالین کے حکم میں ہیں تو یہ مغضوب علیہم کی تعریف میں آتے ہیں۔

مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے لئے اس مسئلہ میں بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ ہندوستان میں جہاں مسلمان کثیر التعداد ہیں وہاں ان کی حکومت قائم ہو جائے۔ میرے نزدیک جو سوال سب سے اقدم ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے اس "پاکستان" میں نظام حکومت کی اساس خدا کی حاکمیت پر رکھی جائے گی یا مغربی نظریۂ جمہوریت کے مطابق عوام کی حاکمیت پر؟ اگر پہلی صورت ہے تو یقیناً یہ "پاکستان" ہوگا ورنہ بصورت دیگر یہ ویسا ہی "ناپاکستان" جیسا ملک کا وہ حصہ ہوگا جہاں آپکی اسکیم کے مطابق غیر مسلم حکومت کریں گے بلکہ خدا کی نگاہ میں یہ اس سے زیادہ ناپاک۔ اس سے زیادہ مبغوض و ملعون ہوگا۔ کیونکہ یہاں اپنے آپکو مسلمان کہنے والے وہ [illegible] کریں گے جو غیر مسلم کرتے ہیں۔ اگر میں اس بات پر خوش ہوں کہ یہاں رام داس کے بجائے عبداللہ خدائی کے منصب پر بیٹھے گا تو یہ اسلام نہیں ہے بلکہ نیشنلزم ہے، اور یہ "مسلم نیشنلزم" بھی خدا کی شریعت میں اتنا ہی ملعون ہے جتنا "ہندوستانی نیشنلزم"۔

مسلمان ہونے کی حیثیت سے میری نگاہ میں اس سوال کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ ہندوستان ایک ملک رہے یا دس ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے۔ تمام روئے زمین ایک ملک ہے۔ انسان نے اس کو ہزاروں حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے یہ اب تک کی تقسیم اگر جائز تھی تو آئندہ مزید تقسیم ہو جائے گی تو کیا بگڑ جائے گا؟ یہ کونسا ایسا بڑا مسئلہ ہے جس پر مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی غور و فکر میں اپنا وقت ضائع کرے؟ مسلمان کو تو صرف اس چیز سے بحث ہے کہ یہاں انسان حکم اللہ کے آگے سر جھکاتا ہے یا حکم الناس کے آگے۔ اگر حکم اللہ کے آگے جھکتا ہے تب تو ہندوستان کو اور زیادہ وسیع کیجئے، ہمالیہ کی دیوار کو بھی بیچ میں سے ہٹا دیجئے اور سمندر کو بھی نظر انداز کر دیجئے تاکہ ایشیا، افریقہ یورپ، امریکہ سب ہندوستان میں شامل ہو سکیں اور اگر یہ حکم الناس کے آگے جھکتا ہے تو جہنم میں جائے ہندوستان اور اس کی خاک کا پرستار مجھے اس سے کیا دلچسپی کہ یہ ایک ملک رہے یا دس ہزار ٹکڑوں میں بٹ جائے۔ اس بت کے ٹوٹنے پر تڑپے وہ جو اسے معبود سمجھتا ہو۔ مجھے تو اگر یہاں ایک مربع میل کا رقبہ بھی ایسا مل جائے جس میں انسان پر خدا کے سوا کسی کی حاکمیت نہ ہو تو میں اس کے ایک ذرہ خاک کو تمام ہندوستان سے قیمتی سمجھوں گا"

(سیاسی کشمکش سوم صفحہ ۷۵ تا ۷۷)

۲۔ "ہم کو جو کچھ بھی دلچسپی ہوگی اسلامی نظام فکر و عمل سے، اسکی تبلیغ و اشاعت سے اور اس کو حکمران بنانے کی سعی و جد و جہد سے ہوگی، مسلمانوں سے ہمارا تعلق صرف اسی حد تک ہوگا جس حد تک ان کا تعلق اسلام سے ہے جو اپنی خواہش نفس اور ہر غیر اللہ کی بندگی چھوڑ کر صرف اللہ کی بندگی میں آجائے وہ ہمارا بھائی اور رفیق ہے خواہ وہ نسلی مسلمانوں میں سے آئے یا غیر مسلموں میں سے۔ ہم پیدائشی مسلمانوں کو بھی اسی مسلک کی طرف دعوت دیں گے اور پیدائشی غیر مسلموں کو بھی۔ ہمارے نزدیک اسلام کا دامن نسلی مسلمانوں کے دامن سے بندھا ہوا نہ ہوگا کہ یہ اٹھیں تو وہ بھی اٹھے اور یہ نہ اٹھے تو وہ بھی نہ اٹھے۔ اسلام ان کے باپ دادا کی جائداد نہیں ہے۔ یہ اسکے لئے جینے اور اسی کیلئے مرنے پر تیار ہوں تو ہم خوش اور ہمارا خدا خوش۔ ورنہ جس جہنم میں ان کا جی چاہے جا کر گر جائیں، ہم اللہ کا کلمہ دوسرے انسانوں کے پاس لے جائیں گے"۔ (الفرقان صفحہ ۱۲۲)

مودودی صاحب نے اپنے اس پلٹا کھانے کا اس حصہ کے مقدمہ میں خود ہی ذکر کر دیا ہے جیسا کہ کہتے ہیں چور کی داڑھی میں تنکا۔ مقدمہ میں آپ نے اپنی صفائی نہایت چالاکی سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے مگر کوئی شخص اس صفائی کو پڑھ کر مطمئن نہیں ہو سکتا کہ پاکستان کی اتنی مخالفت جو سیاسی کشمکش کے حصہ سوم میں کی گئی ہے وہ نیک نیتی سے کی گئی ہے۔ یہ "مقدمہ" خود اس راز کو فاش کر رہا ہے کہ ع

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

کیونکہ جس سختی کے ساتھ اس کتابچہ میں پاکستان کی مخالفت کی گئی ہے وہ خود بتا رہی ہے کہ یہ راز نہیں رہا بلکہ راز آشکارا بن گیا ہے خاص کر جب ہم یہ جانتے ہیں کہ قائد اعظم نے مودودی صاحب کو صاف صاف لفظوں میں بتا دیا تھا کہ انکی تحریک اور پاکستان کی تحریک متضاد نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے کی مؤید ہیں مگر مودودی صاحب نے مخالفت پاکستان میں صرف تحریر تک ہی بس نہیں کی بلکہ عملاً ان انتخابات میں حصہ لینے سے اپنے آپکو اور اپنے ہمراہیوں کو سختی سے منع کیا جن کی بناء پر تقسیم کا پروگرام معین ہوتا تھا۔ اگر وہ اس موقعہ پر خاموش ہی رہتے تو پھر بھی کوئی بات تھی مگر آپ نے بدبدا کر انتخابات سے علیحدگی اختیار کی جس سے صاف کھلتا ہے کہ آپ یہ سب کچھ کسی طرف کے اشاروں پر کر رہے تھے۔ مودودی صاحب کا رویہ اس حکیم کے رویہ سے ملتا ہے جو یہ جانتا ہو کہ بیمار اتنا کمزور ہے کہ چارپائی سے ہل نہیں سکتا مگر مصر ہو کہ ابھی پہاڑی پر چڑھو خواہ مر جاؤ۔ بیمار اگر ایسے حکیم کی نیت پر شبہ کرے تو حق بجانب ہے۔

(باقی)

تقویٰ اللہ اور اس کی شرائط

خواجہ محمد اکرم صاحب۔ لاہور

انبیاء کی بعثت کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ دلوں کی زمین میں تقویٰ اللہ کا بیج بویا جائے۔ چونکہ ان ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح القدس کی خاص طاقت دی جاتی ہے۔ اسلئے دیکھتے ہی دیکھتے سینکڑوں ہزاروں اور لاکھوں قلوب ان کی قوت قدسی کے ذریعے پاک ہو جاتے ہیں۔ پھر تقویٰ اللہ کے بیج ان میں بو دئے جاتے ہیں۔ دنیا نے کہیں حضرت ابوبکرؓ کی شکل میں کہیں حضرت شاہ شمس تبریزؒ کی شکل میں۔ کہیں حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی شکل میں اور کہیں حضرت سید احمد بریلویؒ کی شکل میں تقویٰ اللہ کے سرسبز و شاداب درختوں کو دیکھا ہے۔ ان درختوں نے ایک عجیب بہار جانفزا پیدا کر دی ہے۔ جو اپنے اندر تاثیر کا فوری عامل رکھتی تھی۔ سینکڑوں، ہزاروں، بلکہ لاکھوں انسانوں نے ایک ایک درخت کے نیچے آرام پایا۔ پھر یہ درخت ایک ایک کر کے جنت اخروی یعنی ہمیشہ رہنے والے باغوں میں منتقل ہوتے رہے اور قریب تھا۔ کہ یہ دنیا بنجر و بیابان ہو جاتی۔ کہ خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ اور ایک نئے مالی کو اس باغ کی نگرانی کے لئے مقرر کر دیا۔ اور اُس نے آ کر یہ اعلان کیا ؎

دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھلی
آئیں گے اس باغ پر اب جلد لہرانے کے دن!

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر قلوب کو کینہ حسد و بدظنی اور فحشاء کی غلاظتوں سے پاک کیا۔ اور اُس پر تقویٰ اللہ کا پاک اور نہایت خوبصورت رنگ چڑھایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان قلوب کو اپنا عرش قرار دیا۔ اور پھر تقویٰ اللہ کے درخت چاروں طرف نظر آنے لگے۔ کہیں حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کی شکل میں کہیں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضؓ کی شکل میں۔ کہیں حضرت مولانا شیر علی صاحب، حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی صاحب رضؓ کی شکل میں۔

تقویٰ اللہ کا مفہوم

تقویٰ اللہ کا مفہوم یہ ہے کہ جو کام کیا جاوے اور جس کام سے رکا جاوے اس کی بنیاد محض ایمان بالآخرۃ ہو۔ ایمان بالآخرہ کے تین درجے ہیں۔ پہلا دوزخ کا ڈر۔ دوسرا جنت کی خواہش اور تیسرا اور بہترین محبت الٰہی ہے۔

پس تقویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ اُسے پورے انشراحِ صدر کے ساتھ اور محض رضاءِ الٰہی کی خاطر ترک کر دیا جائے اور جن کا حکم دیا ہے۔ اُنہیں پورے جوش اور شوق کے ساتھ سرانجام دیا جاوے۔ اور پھر یہ یقین رکھا جاوے کہ زمین و آسمان اور مافیہا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم ہے۔ اور پھر یہ یقین رکھا جاوے کہ نحن اقرب علیہ من حبل الورید۔ کہ ہم اس سے شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے قیام کے دوران اس آیت کے وظیفے کے نتیجہ میں کئی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔

تقویٰ اور اُس کے نتائج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ مجھے جو کچھ ملا ہے محض تقویٰ کی وجہ سے ملا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے
یہی آئینہ خالق نما ہے
یہی اک جوہر سیفِ دُعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخر شانِ اولیا ہے
بجز تقویٰ زیادت اُن میں کیا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو یہی دار الجزا ہے
مجھے تقویٰ سے اُس نے یہ جزا دی
سبحان الذی اخزی الاعادی

تقویٰ کی پہلی شرط۔ ممنوعات سے بچنا

سارا قرآن مجید اوامر و نواہی سے بھرا پڑا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ:۔

اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا

کہ قرآن مجید کی صبح کی تلاوت بطور شہادت ہے۔ قرآنی ممنوعات کے بے شمار مناظر میں سے ایک منظر پیش کرتا ہوں۔ تاکہ اندازہ ہو سکے کہ تقویٰ کے شرائط کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"کیا تجھے معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے۔ دنیا میں کوئی تین آدمی علیحدہ مشورہ کرنے والے نہیں ہوتے کہ وہ (اللہ) ان کا چوتھا نہ ہو۔ اور نہ پانچ مشورہ کرنے والے ہوتے ہیں کہ وہ اُن کا چھٹا نہ ہو اور نہ اس تعداد سے کم ہوتے ہیں نہ زیادہ۔ کہ وہ ہر صورت میں اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ خواہ وہ کہیں بھی مشورہ کر رہے ہوں۔ پھر وہ اُن کے اعمال کی اُن کو قیامت کے دن خبر دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو خفیہ سازشوں سے منع کیا گیا ہے۔ پھر اس ممنوع چیز کی طرف لوٹتے رہتے ہیں۔ اور گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی باتوں کے متعلق مشورہ کرتے ہیں۔ اور گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی باتوں کے متعلق مشورہ کرتے ہیں۔ اور جب وہ میرے پاس آتے ہیں تو تجھے ایسے لفظوں میں دعا دیتے ہیں جن لفظوں میں خدا نے دعا نہیں دی۔ اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ کیوں اللہ تعالیٰ ہمارے منافقانہ قول کی وجہ سے ہمیں عذاب نہیں دیتا۔ جہنم ان لوگوں کے لئے کافی ہے۔ اور وہ اُس میں داخل ہوں گے۔ اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ اے مومنو جب کبھی مشورہ کرو۔ تو گناہ کی بات اور زیادتی کی بات پر مشورہ نہ کیا کرو۔ اور نہ رسول کی نافرمانی کی باتوں پر بلکہ نیکی کی باتوں پر اور تقویٰ کی باتوں پر مشورہ کیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو جس کی طرف تم سب کو لوٹایا جاوے گا۔

(ترجمہ تفسیر صغیر سورہ مجادلہ ع ۲)

مندرجہ بالا آیات میں دو امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ایک منفی امور کے لئے مشورہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور دوسرے مثبت امور میں محض للہ بغیر کسی لالچ اور جنبہ داری کے مشورہ کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ منفی امور میں مشورہ نہ کرنے کا حکم صرف ہمارے فائدے کی خاطر ہے۔ ورنہ خدا اور خدا کے قائم کردہ نظام کو کچھ نقصان پہنچایا نہیں جا سکتا۔

مشہور مؤرخ میور جو اسلام کے اشد ترین مخالفوں میں سے تھا۔ لکھتا ہے کہ ایک چھوٹا سا حجرہ ہے۔ کھجور کے پتوں کی چھت ہے۔ اور بارش ہوتی ہے تو کچے فرش پر کیچڑ ہو جاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ حیرت آتی ہے کہ اِس حجرہ میں بیٹھ کر چند آدمی مشورہ کرتے ہیں۔ کہ ہم نے ساری دنیا کو فتح کرنا ہے۔ اور اس سے بھی حیرت کن بات یہ ہے۔ کہ دیکھتے ہی دیکھتے تھوڑے عرصہ میں چین سے لے کر سپین تک اور کاشغر سے لے کر راس کماری تک تمام ممالک زیر نگیں کر لیتے ہیں۔ اور میدانوں سے اور پہاڑوں سے اور وادیوں سے اور کوہساروں سے غرضیکہ ہر طرف سے بلالی آذان کی آواز بلند ہونے لگتی ہے۔ اس کی وجہ محض تائید و نصرت الٰہی تھی۔ جو تقویٰ اللہ کی وجہ سے نازل ہو رہی تھی۔

درخواست ہائے دُعا

۱۔ مکرم صاحبزادہ عبدالحمید صاحب ساکن ٹوپی ان دنوں بیمار ہیں۔ اور میراں شاہ ایجنسی میں زیر علاج ہیں۔ احباب صاحبزادہ صاحب موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (ناظر اصلاح و ارشاد)

۲۔ میرا لڑکا عزیزم چوہدری ریاض احمد ایم۔ بی۔ بی۔ ایس مورخہ ۱۳ر جولائی کو ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے امریکہ روانہ ہوا ہے۔ احباب جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ عزیزم کو خدا تعالیٰ خیریت سے منزلِ مقصود پر پہنچائے اور اپنے مقصد میں کامیابی سے واپس لائے۔

نیز عزیزم ڈاکٹر ریاض احمد کی شادی مورخہ ۱۴ر جون کو عزیزہ منصورہ بیگم ایم بی۔ بی۔ ایس دختر چوہدری محمد نواز صاحب کاہلوں آف ماڈل ٹاؤن لاہور سے سرانجام پائی ہے۔ احباب شادی کے بابرکت ہونے کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ (خاکسار (چوہدری) سلطان علی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ گگھڑ منڈی)

۳۔ میری والدہ صاحبہ تین چار ماہ سے دماغی عارضہ میں مبتلا چلی آرہی ہیں معمولی افاقہ کے بعد پھر تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ بزرگانِ سلسلہ اور احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (محمد الدین کلرک دفتر ریویو۔ ربوہ)

توسیع اشاعت "الفضل" کیلئے دورہ

نظارت اصلاح و ارشاد کی طرف سے مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی واقفِ زندگی کو حافظ آباد۔ گوجرانوالہ۔ وزیر آباد۔ گجرات۔ کھاریاں۔ کوٹلی (آزاد کشمیر)۔ جہلم۔ گوجرخان۔ راولپنڈی۔ واہ کینٹ۔ ایبٹ آباد۔ مانسہرہ۔ نوشہرہ چھاؤنی۔ رسالپور چھاؤنی۔ مردان۔ پشاور۔ کوہاٹ۔ وغیرہ مقامات کے دورہ پر بھجوایا جا رہا ہے۔ مکرم خواجہ صاحب توسیع اشاعت الفضل کے علاوہ بوقت ضرورت اصلاح و ارشاد کا فریضہ بھی سرانجام دیں گے۔

جماعتوں کے امراء و صدر صاحبان۔ نیز دیگر عہدیداران کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ مکرم خواجہ صاحب سے پورا پورا تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

پانچ سالہ سکیم تعلیمی قرضہ حسنہ

اس کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ ارشادِ گرامی ہے جو حضور نے مشاورت ۱۹۵۲ء میں فرمایا تھا۔ کہ غرباء کو اُبھارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دیہات میں بعض جگہ بیس بیس سال سے ہماری جماعتیں قائم ہیں۔ مگر اُن میں کوئی گریجوایٹ نہیں۔ اگر محکمہ کی طرف سے تحریک کی جائے کہ وہ پندرہ بیس زمیندار مل کر ایک لڑکے کی اعلیٰ تعلیم کا بوجھ اٹھائیں اور قرضے کے اوپر کچھ وظیفہ دے دیا کریں۔ تو چند سال میں کئی لڑکے گریجوایٹ بن سکتے ہیں۔

خلاصہ سکیم:۔ جماعت کا ہر پیشہ کا فرد مرد ہو یا عورت اس میں حصہ لے سکتا ہے۔ جو کم از کم ایک روپیہ ماہوار یا چھ روپے ششماہی بمد سکیم مرکز میں بھیجے۔ ہر نئے سال قسط گھٹا یا بڑھا سکتا ہے۔ اس کی سالانہ جمع شدہ رقم کی اطلاع مرکز سے جاری ہو کر ہر ایک ممبر کو دی جائے گی۔ ہر سال جمع شدہ رقم کا ۱/۵ وظائف پر خرچ ہوگا۔ باقی ۴/۵ کو تجارت پر لگا کر بڑھانے کا اختیار صدر انجمن احمدیہ کو ہوگا۔ کسی ممبر کو پہلے پانچ سال کے دوران میں اپنی جمع شدہ رقم کا کوئی حصہ واپس طلب کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ چھٹے سال ۱/۵ حصہ واپس ملے گا۔ ساتویں سال ۲/۵ اور علیٰ ہذا القیاس دسویں سال ساری رقم یا بقایا۔

سکیم کے مندرجہ ذیل حصے ہوں گے:۔

اوّل زمیندارہ قرضہ تعلیم۔ دوم اہل حرفہ کا۔ سوم ملازمین کا۔ چہارم مستورات کا۔ اور پنجم مختص بالذات۔ اوّل۔ دوم۔ سوم کا یونٹ ضلع ہوگا (یعنی ایک ضلع کی آمد اسی ضلع کے اُسی پیشہ کے امیدوار پر خرچ ہوگی) چہارم و پنجم کا یونٹ صوبہ ہوگا۔ مستورات کی طرف سے آمد مستورات پر ہی اسی صوبہ میں خرچ ہوگی۔ اور جو احباب پچاس روپے ماہوار پانچ سال تک جمع کرائیں گے ان کی رقم سے جاری شدہ وظیفہ ان کے نام پر ہوگا۔ اور مختص بالذات کہلائے گا۔ یہ وظائف میٹرک کے بعد کی تعلیم کے لئے جاری ہوں گے۔ ممبران بطور قرضہ حسنہ دیں گے۔ ان کی رقم پراویڈنٹ فنڈ کے طریق پر جمع ہوتی رہے گی۔ اور وظائف لینے والے طلباء حسب قواعد نظارت تعلیم سے بطور قرضہ حسنہ وظائف لیں گے۔

آپ از راہ کرم سکیم میں خود بھی حصہ لیں اور دیگر احباب کو بھی حصہ لینے کی تحریک فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ یہ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ اس میں شامل ہو کر آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء مبارک کو پورا کر سکتے ہیں۔ آپ کی رقم سے اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف جاری ہوں گے۔ اور پھر آپ کی رقم بذمہ صدر انجمن احمدیہ محفوظ بھی رہے گی۔ جو حسب قواعد آپ کو واپس ملے گی۔ پس ہم خرما و ہم ثواب۔ حسب استطاعت حصہ لیں اور رقم ماہ بماہ چندہ کے ساتھ "پنج سالہ سکیم تعلیمی قرضہ حسنہ" کی مد میں ارسال فرمایا کریں۔ والسلام

(ناظر تعلیم ربوہ)

مجالس خدام الاحمدیہ حلقہ ادرحمہ کی تربیتی کلاس

حلقہ ادرحمہ (مجالس خدام الاحمدیہ ادرحمہ۔ تخت ہزارہ۔ ہلالپور اور بھابڑا) کی تربیتی کلاس مورخہ ۳۱ جولائی یکم و دو اگست کو بمقام ادرحمہ ضلع سرگودھا منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مورخہ ۲ اگست کو تشریف لا رہے ہیں۔ اُن کے علاوہ علمائے کرام بھی شرکت کر رہے ہیں۔ احباب جماعت خصوصاً خدام و اطفال زیادہ سے زیادہ شریک ہو کر فائدہ اٹھائیں۔ (میر عبدالرحیم نگران حلقہ مجالس خدام الاحمدیہ ادرحمہ ضلع سرگودھا)

نمایاں کامیابی

میری چھوٹی بہن عزیزہ سیدہ شاہدہ بانو بنت سید احمد علی صاحب مربی سلسلہ سیالکوٹ نے پنڈی ریجن سے جے۔ وی کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے۔ نیز عزیزہ ضلع جھنگ میں دوئم آئی ہے الحمد للہ۔ تمام احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو مبارک کرے اور دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔ آمین۔ (سیدہ حمیدہ بانو)

درخواست ہائے دُعا

(۱) والد محترم چوہدری عصمت اللہ خان صاحب دو ماہ سے ٹانگ میں درد سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کامل و عاجل عطا فرماوے۔ (خاکسار سعید احمد قائد خدام الاحمدیہ ضلع جہلم)

۲۔ میں نے اس سال انٹر کامرس کا امتحان کراچی یونیورسٹی سے دیا ہے۔ احباب جماعت سے میری نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (جمیل احمد ولد شیخ حفیظ الرحمٰن فاروقی۔ کراچی)

۳۔ بندہ کی اہلیہ کا لائل پور کے ایک ہسپتال میں دو دفعہ رسولی کا اپریشن ہوا ہے۔ بزرگانِ سلسلہ سے درخواست دعا ہے۔ کہ اب حالت اچھی رہے۔

(طالبِ دُعا۔ عبدالرحیم عارف مربی۔ لائل پور)

نظارت تعلیم کے اعلانات

احمدی نوجوان فائدہ اُٹھائیں

۱۔ پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹرس آف پولیس

درخواستیں بمعہ مصدقہ نقول سندات معرفت دفتر روزگار ۳۱/۷/۶۴ تک بنام ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس راولپنڈی رینج۔ اصل سندات بوقت انٹرویو پیش ہوں۔

شرائط:۔ ایل ایل بی گریجوایٹ۔ قد ۵'۔۷" چھاتی ۳۳-۳۴½۔ عمر ۱۸ تا ۳۰۔ ۶ ماہ تجربہ پریکٹس (پ۔ ٹ ۱۱/۷/۶۴)

۲۔ ویسٹ پاکستان منسٹریل سروس کی اسامیاں

(۱) اسسٹنٹس۔ تنخواہ ۲۲۵-۱۵-۳۶۰-۲۰-۵۰۰۔ شرط گریجوایٹ ٹیسٹ انگلش۔ جنرل نالج۔ نیز انٹرویو۔

(۲) سینیر سکیل سٹینو گرافرس۔ ۲۲۵-۱۵-۳۶۰-۲۰-۵۰۰۔ میٹرک۔ سپیڈ شارٹ ہینڈ ۱۲۰۔ ٹائپ ۴۰۔ (۳) جونیر سکیل سٹینو گرافرس۔ گریڈ دوم۔ ۱۵۰-۸-۱۹۰-۱۰-۳۰۰۔ میٹرک سپیڈ شارٹ ہینڈ ۸۰۔ ٹائپ ۳۵۔ (۴) جونیر کلرکس ۱۱۵-۵-۱۷۵۔ میٹرک

سب کے لئے شرط عمر ۱۸ تا ۲۵ سال۔

ٹائپ شدہ درخواستیں ۳۱/۸/۶۴ تک بنام سکرٹری پراونشل سلیکشن بورڈ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ سول سکرٹریٹ لاہور۔ مراکز امتحان مقابلہ۔ لاہور۔ پشاور۔ حیدرآباد کراچی۔ کوئٹہ۔ (پ۔ ٹ ۱۷/۷/۶۴)

۳۔ امتحان مقابلہ محکمہ ڈاک

مشترکہ امتحان مقابلہ بتاریخ ۴/۱۰/۶۴ برائے بھرتی (۱) پوسٹ آفس کلرکس۔ (۲) ڈیڈ لیٹر آفس کلرکس۔ (۳) ریلوے میل سروس سارٹرس (۴) ماڈرن پوسٹ کلرکس۔ تنخواہ ۱۱۰-۵-۱۵۰-۶-۱۸۰-۷-۲۵۰۔ دیگر الاؤنسز علاوہ۔ پمفلٹ متعلق قواعد بھرتی و تفصیلات و مجوزہ فارم درخواست ہر ایک ہیڈ پوسٹ آفس سے نیز دفتر پی۔ ایم۔ جی لاہور سے ایک روپیہ کا پوسٹل آرڈر دے کر۔ شرائط میٹرک۔ عمر بتاریخ امتحان ۱۷ تا ۲۵۔ درخواستیں ۲۴/۸/۶۴ تک دفتر پی۔ ایم جی ناردرن سرکل ویسٹ پاکستان لاہور۔ بصیغہ رجسٹری آ۔ ڈی پہنچنی لازم۔

۴۔ داخلہ سویڈش پاکستانی انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی کراچی

کل سیٹیں ۱۰۰۔ بوقت داخلہ کاشن منی ۵۰/- روپے۔ جو تین سال بعد واپس ہوگی۔ فیس داخلہ ۱۰/- روپے ورکشاپ میں کام کا معاوضہ۔ غرباء کو مراعات۔ درخواستیں بوقت انٹرویو۔ پروگرام انٹرویو ۲۰/۷/۶۴ ملتان۔ ۲۳/۷/۶۴ بہاولپور۔ ۲۷/۷/۶۴ کوئٹہ۔ ۳/۸/۶۴ کراچی۔ ۸/۸/۶۴ حیدرآباد۔ ۹/۸/۶۴ خیرپور۔ شرائط:۔ میٹرک سائنس ڈرائنگ۔ فرسٹ و سیکنڈ ڈویژن (بحوالہ سرکلر)

۵۔ داخلہ انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن و ریسرچ

نیو یونیورسٹی کیمپس لاہور۔ خاص طلبہ کے لئے کورسز برائے ٹرم گرما ۱۹۶۴ء۔ ۲۷/۷/۶۴ تا ۱۵/۸/۶۴۔ روزانہ صبح دو گھنٹے۔ صرف ایک کورس میں رجسٹریشن۔ فیس کورس ۳۵/- روپے

کورسز:۔ (۱) ٹیچنگ میٹریل پروڈکشن پرائمری ایجوکیشن۔ (۲) ٹیچنگ میٹریل پروڈکشن سیکنڈری ایجوکیشن (۳) آڈیو وژوال میٹریل ان ایجوکیشن۔ (۴) پرنسپلز آف گائیڈنس۔ درخواستیں ۲۳/۷/۶۴ تا ۲۴۔ (پ۔ ٹ ۱۹/۷/۶۴)

۶۔ داخلہ گورنمنٹ پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ کراچی

سہ سالہ ٹیکنالوجیکل کورسز سیشن ۶۵-۱۹۶۴ء فرسٹ ایر میں داخلے کے لئے درخواستیں بمعہ فوٹو سٹٹ نقول سند میٹرک و تفصیل نمبر حاصل کردہ و سرٹیفکیٹ وطنیت بنام پرنسپل گورنمنٹ پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ ایس۔ آئی۔ ٹی۔ ای۔ کراچی ۱۶ ۳/۸/۶۴ تک۔ فارم و تفصیلات کے لئے ڈیڑھ روپیہ کا پوسٹل آرڈر اور ۱۵ پیسے کی ٹکٹ والا واپسی لفافہ ارسال ہو۔

شرائط:۔ میٹرک۔ عمر ۱/۹/۶۴ کو ۱۵ کم از کم۔ (پ۔ ٹ ۱۹/۷/۶۴)

(ناظر تعلیم)

احباب مطلع رہیں

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم جولائی ۱۹۶۴ء سے ڈاک میں ڈالے جانے والے لفافہ کی قیمت پندرہ پیسے ہو چکی ہے۔ اس لئے احباب جو بھی لفافہ ارسال کریں۔ اس پر پندرہ پیسے کا ٹکٹ بجائے تیرہ پیسے کے لگائیں۔ بصورت دیگر لفافہ بیرنگ ہو کر دفتر ہذا کے لئے زیر بار کا موجب ہو جاتا ہے۔

(ناظم دار الضیافۃ ربوہ)

وصایا

۱۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز و صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگرچہ ہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتا رہے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے۔ وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ کر لیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۱۷۳۸۸

میں معینہ بیگم بنت صوفی غلام محمد خان صاحب قوم افغان پیشہ خانہ داری عمر ۱۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خان ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ ۱۰/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں اور نہ کوئی آمد ہے منقولہ جائداد صرف دو تولے زیور طلائی ہے۔ جس کی قیمت تقریباً تین صد روپے ہیں مجھے والد صاحب کی طرف سے دس روپے ماہوار جیب خرچ کے ملتے ہیں میں اس منقولہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اگر میرے مرنے کے بعد کوئی منقولہ اور غیر منقولہ جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔
الامۃ صفیہ بیگم گواہ شد غلام محمد صوفی سپرنٹنڈنٹ دفتر پولیٹیکل ایجنٹ ٹانک گواہ شد رشید احمد جان بی اے رسول لائنز ٹانک۔

مسل ۱۷۳۸۷

میں رشیدہ بیگم بنت صوفی غلام محمد خان صاحب قوم افغان پیشہ خانہ داری عمر ۱۸ برس تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ ۱۰/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں اور نہ کوئی آمد ہے منقولہ جائداد صرف دو تولہ طلائی زیور ہیں جن کی قیمت تقریباً تین صد روپے ہیں۔ مجھے والد صاحب کی طرف سے دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں میں اس منقولہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ الامۃ رشیدہ بیگم گواہ شد غلام محمد صوفی سپرنٹنڈنٹ دفتر پولیٹیکل ایجنٹ ٹانک۔ گواہ شد رشید احمد جان۔ بی۔ اے سول لائنز ٹانک۔

مسل ۱۷۳۸۶

میں صادقہ بیگم بنت صوفی غلام محمد خان صاحب قوم افغان پیشہ طالب علمی عمر ۱۵ برس تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈیرہ اسماعیل خان ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ ۱۰/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں اور نہ کوئی آمد ہے منقولہ جائداد صرف ۲ تولہ زیور طلائی ہیں جن کی قیمت تین صد روپے ہیں مجھے والد صاحب کی طرف سے دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں میں اس منقولہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اگر میرے مرنے کے بعد کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی رہوں گی۔ الامۃ صادقہ بیگم۔ گواہ شد غلام محمد صوفی سپرنٹنڈنٹ دفتر پولیٹیکل ایجنٹ ٹانک۔ گواہ شد۔ رشید احمد جان بی اے سول لائنز ٹانک۔

مسل ۱۷۳۸۵

میں عبدالرب انور ولد مولوی عبدالمالک صاحب قوم پٹھان پیشہ طالب علمی عمر ۱۹ ۱/۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن احمدیہ ہال میگزین لین ڈاک خانہ کراچی ۳ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ ۳/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے میں تعلیم حاصل کرتا ہوں اور مجھے ماہوار مبلغ ۵/- روپے جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا ہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ العبد عبدالرب انور گواہ شد سلیم الدین عباسی نائب معتمد مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کراچی۔ گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

مسل ۱۶۷۹۶

میں محمد اسمٰعیل ولد محمد صادق قوم ارائیں پیشہ دکانداری عمر ۳۵ سال تقریباً بیعت ۱۹۵۳ء ساکن چک ۵۷/۴ پی۔ ڈاک خانہ خاص ضلع رحیم یار خان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ ۱۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت بذریعہ دکانداری دیہات میں مبلغ پچاس روپے کی ہوتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ مالکہ ہوگی۔
العبد محمد اسماعیل ولد محمد صادق صاحب چک ۵۷/۴ پی۔ ڈاک خانہ خاص ضلع رحیم یار خان
گواہ شد۔ چوہدری حسن دین ولد اللہ دتہ صاحب ساکن چک۔ زعیم انصار اللہ
گواہ شد۔ سید ولایت حسین شاہ صاحب انسپکٹر وصایا کارکن۔ دفتر وصیت ربوہ۔

ربوہ کے جلسہ سیرۃ النبیؐ میں علماء سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر

(بقیہ صفحہ اول)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام کو اِس انتہائی رفعت کے باعث ہی صحفِ سابقہ میں بھی اور قرآن مجید میں بھی استعارہ کے طور پر حضورؐ کے کلام کو خدا کا کلام حضورؐ کے فعل کو خدا کا فعل اور حضورؐ کے ظہور کو خدا کا ظہور قرار دیا گیا ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ظلی طور پر کئی نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایسے رکھ دئے ہیں جو خاص اُس کی اپنی صفات پر دلالت کرتے ہیں جیسے محمدؐ (غایت درجہ تعریف کیا گیا)، نور، رؤف اور رحیم وغیرہ۔

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بنی نوع انسان پر عدیم النظیر احسانات" کے موضوع پر ایک پُرمغز تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اُن احسانات کا جو حضورؐ نے بنی نوع انسان کے مختلف طبقوں پر فرمائے اور اُن احسانات کا جو حضورؐ نے بحیثیت مجموعی کل نسلِ انسانی پر فرمائے علیحدہ علیحدہ ذکر کیا اور اس طرح ثابت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سراپا احسان ہیں اور پوری نسلِ انسانی دائمی طور پر حضورؐ کی زیرِ احسان ہے۔ نسلِ انسانی پر حضورؐ کے ایک دائمی احسان کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف لاکر قربِ الٰہی کے حصول کا راستہ آسان کر کے سب کے لئے عام کر دیا۔ حضورؐ نے قیامت تک کے لئے نسلِ انسانی کو یہ خوشخبری دی کہ اگر خدا رسیدہ بننا چاہتے ہو اگر چاہتے ہو کہ مقربینِ الٰہی میں تمہارا شمار ہو اگر خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہو کر حقیقی اطمینانِ قلب کی دولت سے مالامال ہونا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ نسلِ انسانی پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ دائمی احسان ہے جو قیامت تک چلتا چلا جائے گا اور وصالِ الٰہی کی تڑپ رکھنے والے قیامت تک اس سے فیضیاب ہوتے چلے جائیں گے۔ دورانِ تقریر میں آپ نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان احسانوں کو یاد کر کے دل کی گہرائیوں سے حضورؐ پر درود بھیجنے کی اہمیت بھی واضح فرمائی اور اس کے عظیم الشان ثمرات پر بھی روشنی ڈالی۔

آخر میں صدر جلسہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور عدیم النظیر تربیت کا ذکر کرنے کے بعد اِس امر پر روشنی ڈالی کہ اس کے نتیجے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں کیا عظیم الشان انقلاب رونما ہوا اور کس طرح انہوں نے اسلام کی سربلندی کی خاطر حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارہ پر قربانی و ایثار اور جاں نثاری و فداکاری کے ایسے نمونے دکھائے کہ تاریخ جن کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس کے ثبوت میں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض سرایا کے نہایت ایمان افروز واقعات بیان کر کے بتایا کہ کس طرح گنتی کے چند صحابہؓ نے مختلف مواقع پر مدینہ سے پچاس پچاس اور سو سو میل کے فاصلہ پر پہنچ کر قبائل کی شورش کو دبایا اور اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کی وہ مارے جائیں گے چنانچہ بعض ان میں سے مارے بھی گئے۔ ایک طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہؓ اتنے عزیز تھے کہ کسی باپ کو اپنی اولاد اتنی پیاری نہیں ہوسکتی دوسری طرف صحابہؓ کو حضورؐ سے وہ عشق تھا کہ دنیا میں کوئی شخص بھی اپنے باپ سے اُس پایہ کا عشق نہیں کرسکتا۔ اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی اسلام کی مضبوطی اور استحکام کے لئے ضرورت پیدا ہوئی آنحضورؐ نے اپنے عزیز ترین وجودوں کو آگے جانے کا ارشاد فرمایا اور حضورؐ کے صحابہؓ نے بھی ایک لمحہ پس و پیش کئے بغیر فوراً لبیک کہا اور اپنی جانیں قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ یہی وہ روح ہے جس کی مدد سے ہم تبلیغ و اشاعت کے ذریعہ دنیا میں اسلام کو غالب کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ پس ہم جنہیں اِس آخری زمانہ میں صحابہؓ کی جماعت میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا ہے صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسلام کو دنیا میں پھیلانے اور غالب کرنے کی خاطر اپنے مال، اپنی عزت، اپنے وقت، اپنی اولاد اور خود اپنی جان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے اور دیوانہ وار تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے ضمن میں اپنے فرائض کو بجا لانے میں ہمہ تن مصروف رہنے کو اپنا مطمحِ نظر بنانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلنے اور وہ کچھ بننے کی توفیق عطا فرمائے جو وہ ہمیں دیکھنا چاہتا ہے۔

آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے اجتماعی دعا کرائی اور یہ بابرکت جلسہ سوا دس بجے کے قریب اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کے دوران مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب کارکن نظارت امورِ عامہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ایک نعت اور مکرم محمد احمد صاحب انور حیدر آبادی نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظوم سلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ علاوہ ازیں مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نے وہ نعت بھی پڑھی جو محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب اکمل نے خاص اِس جلسہ کے لئے کہی تھی۔

پاکستان ویسٹرن ریلوے

نوٹس

والٹن ٹریننگ سکول پی ڈبلیو ریلوے لاہور چھاؤنی میں ۱۱۵ - ۱۷۵ روپے کے سکیل میں ٹکٹ کلکٹر کی ٹریننگ کے لئے نزدیکی دفتر روزگار کی معرفت مغربی پاکستان کی شہریت رکھنے والے خواہشمند امیدواروں سے ۳۱ مئی ۶۴ء تک درخواستیں مطلوب ہیں۔ کل ۳۲ اسامیاں ہیں جن میں بالترتیب ۱ فیصد اور ۳۳ فیصد (۱) شیڈول کاسٹ اور (۲) ریلوے ملازم ریٹائرڈ یا وفات پا چکے ہوں) کے بیٹوں، پوتوں، نواسوں اور زیر کفالت (یتیم ہونے کی صورت میں) بھائیوں کے لئے مخصوص ہیں۔ آئٹم نمبر (۲) سے متعلقہ ۳۳ فیصد مخصوص امیدواروں کو اپنی درخواستوں کے ہمراہ مندرجہ ذیل کاغذات شامل کرنا ہوں گے:

(۱) اس کا ثبوت کہ امیدوار کا باپ، دادا یا بھائی مستقل / کنفرمڈ ریلوے ملازم ہے / تھا۔ زیر کفالت بھائی کی صورت میں اس بات کا ثبوت کہ اس کا والد وفات پا چکا ہے اور وہ مکمل طور پر اپنے بھائی کے زیر کفیل ہے۔

(۲) اگر امیدوار کے والد / دادا ریلوے کی ملازمت میں نہیں۔ اس بات کا مکمل ثبوت۔

ا۔ اسے انتظامی اور اپیل / رولز کے تحت ملازمت سے ڈسچارج یا علیحدہ نہیں کیا گیا اور

ب۔ اس نے گریجویٹی یا سپیشل کنٹری بیوشن ٹو پراویڈنٹ فنڈ حاصل کی

۲۔ ریکروٹمنٹ صرف ایمپلائمنٹ ایکسچینج کی وساطت سے ریلوے ڈویژنوں کی تعداد کے لحاظ سے کی جائے گی۔ تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

لاہور	کراچی	ملتان	راولپنڈی	سکھر	کوئٹہ	میزان
۱۸	۴	×	۵	۲	×	۳۲

۳۔ قابلیت:۔ میٹرکولیشن سکینڈ ڈویژن (تھرڈ ڈویژن کی رعایت قبائلی علاقہ اور ریلوے ملازمین کے بیٹوں وغیرہ کو دی جائے گی) جونیئر کیمبرج یا اس کے برابر اگر نتیجہ کا اعلان ڈویژن دار کیا گیا ہو۔

۴۔ یکم اکتوبر ۱۹۶۴ء کو ۱۸ اور ۲۴ سال کے درمیان۔

۵۔ تنخواہ وغیرہ:۔ عرصہ تربیت ایک ماہ ہے جو یکم اکتوبر ۱۹۶۴ء سے شروع ہوگا۔ منتخب امیدواروں کو ۵۰/- روپے ماہوار امدادی الاؤنس دیا جائے گا جس سے ۳۰/- روپے ماہوار میس، چارجز وضع کرلئے جائیں گے۔ تربیت کی کامیاب تکمیل پر اگر انہیں ملازمت میں لیا گیا تو ان کی تقرری بطور ٹکٹ کلکٹر ۱۱۵/- روپے ماہوار پر ۱۱۵ - ۱۷۵ روپے معہ قواعد کے تحت مروجہ الاؤنسوں میں کی جائے گی۔

درخواستیں دینے کا طریق کار

درخواستیں مجوزہ فارموں پر دی جائیں۔ جو ایک روپیہ کے عوض پی ڈبلیو آر کے تمام بڑے سٹیشنوں سے دستیاب ہوسکتی ہیں۔ درخواستیں فارموں پر طبع شدہ ہدایات کے مطابق پُر کر کے ایمپلائمنٹ ایکسچینج کی وساطت سے نزدیکی ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ پی۔ ڈبلیو۔ ریلوے کے دفتر میں ۱۳ راگست ۱۹۶۴ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ اس تاریخ کے بعد آنے والی کسی درخواست پر غور نہ ہوگا۔ سرکاری / ریلوے ملازمین اپنی درخواستیں اپنے اداروں کے سربراہوں کی وساطت سے بھجوائیں۔

خاص مراعات:۔

جو امیدوار (۱) شیڈول کاسٹ اور (۲) قبائلی علاقہ اور مغربی پاکستان کی ریاستوں سے تعلق رکھتے ہیں

(۳) علاقہ آزاد کشمیر گلگت ایجنسی بلتستان اور جموں کشمیر کی ریاستوں سے تعلق رکھتے ہوں اور ہجرت کر کے مغربی پاکستان کے کسی علاقے میں آباد ہوگئے ہوں۔ کوئٹہ قلات ڈویژنوں سے معہ کوئٹہ شہر، پشاور اور ڈیرہ اسمٰعیل خان کے ڈویژنوں سے تعلق رکھتے ہوں ریاستہائے امب۔ چترال۔ دیر۔ سوات اور سابقہ غیر منتولہ علاقہ ضلع ڈیرہ غازی خان اور اپر تناولی ہزارہ ڈسٹرکٹ سے تعلق رکھنے والے امیدواروں سے (ا) درخواست کے فارم کی قیمت بجائے ایک روپیہ کے ۲۵ پیسے لی جائے گی (ب) عمر میں زیادہ سے زیادہ رعایت تین سال دی جائے گی

ڈائس چیئرمین (پرسانل)

تصحیح:۔ الفضل کے خاتم النبیین نمبر میں مکتبہ تیسیر القرآن کے اشتہار میں قرآن کریم مترجم کا اشتہار غلط فہمی کی بناء پر شائع ہوگیا ہے۔ احباب قرآن کریم مترجم مکتبہ سے طلب نہ فرمادیں۔ صرف قرآن کریم ہی مل سکے گا۔ (منیجر الفضل)